دہشت گردی اور اسلامی تعلیمات، اسباب، انسداد اور پاکستانی معاشرے کی عصری صورتحال (تجاویز و سفارشات)

محمد مدثر شفیق عاربی*

محمد سرفراز خالد**

Abstract

For the previous several years, the agonizing wave of terrorism has defamed Muslim Ummah in general and Pakistani inhabitation in particular. In spite of all this, in the causes of terrorism at national, regional ,international and even at world level in some matters has made injustice with the Muslims and in many region of the word the double standard of imperialistic powers and the aspects of intervention of personal extremism is entirely significant. Although all this the ammoniated riots of terrorists, massacre of humanity, bomb blasts in the peaceful population of the world, Masajids, Shrines, educational institutes, bazaars, government and private buildings and even the places of Embassy, the bombardment steps have become usual routine of the day. The killing of innocent souls hundreds in number and the act of human destruction is easily named to as "Jehad". So in this way the Islamic concept of Jehad is being misinterpreted, the impacts of which upon the youth as well as the simple Muslims are coming into view in the form of doubts. In the west, media particularly relate all the factors of extremism and terrorism to Islam. The real and peaceful teachings of Islam, positive and philosophy relevant to the sanctity of human beings are highlighted nowhere. In the world of Islam, the hate against the activities of terrorism and mention of condemnation is not formed. Due to which the picture of terrorism comes into right after hearing the name of Islam or Muslims whether it is the East or the West. Due to this very cause, the youth of west of the present generation seem worried and vacillated. In this article, the Islamic concept of Jihad, love and sanctity is described and the acts of present terrorism relating to Islam have been entirely negated because Pakistani society itself is facing terrorism. The steps taken by the Government of Pakistan against this entire are mentioned. Moreover such suggestions have also been given by acting upon which the terrorism can be reduced in Pakistan.

Keywords: Terrorism, Its solution in the light of Islamic teaching, Pakistani society

---

*وزٹنگ لیکچرر، نمل یونیورسٹی ملتان کیمپس/پی ایچ ڈی سکالر اسلامک اینڈ عربک ڈیپارٹمنٹ، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

**لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور۔

لفظ اسلام کے معنی امن و سلامتی اور عافیت کے ہیں لہٰذا اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے اسلام ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن و محبت ،رواداری اور اعتدال و توازن کی تعلیم دیتا ہے۔اسلام اپنے ماننے والوں کو معاشرتی امن اور ملکی استحکام کی ترغیب دیتا ہے تو اس لیے مسلم اور مومن وہی ہے جو خود بھی امن سے رہے اور دوسروں کو بھی امن فراہم کرے۔اسلام ہر عمل میں امن وامان اور عافیت و سلامتی کا تقاضا کرتا ہے۔قرآن مجید نے ایسے رب کا تعارف کروایا ہے جس کی صفات رحمان و رحیم کے الفاظ سے مزین ہیں اور جب نبی اکرم ﷺ کو اس دین کی سرپرستی کے لیے چنا تو آپ ﷺ کو بھی لقب " رحمۃ اللعالمین " عطا فرمایا۔اس لیے اسلام کی تعلیمات شفقت و محبت ، پیار،رحمت اور حکمت پر مبنی ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں اسلامی ادوار کے دوران ان معاملات کا ثبوت ملتا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان گروہوں کا ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی کشمکش اور زیادتیوں کے حالات بھی موجود ہیں لیکن شاذو نادر ہی ایسے معاملات تاریخ میں ملیں گے کہ جن میں غیر مسلموں کے ساتھ بد سلوکی کی گئی ہو۔تاریخ گواہ ہے کہ بہت سی غیر مسلم اقلیتیں مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ زندگی گزارتی رہی ہیں اور انہوں نے اپنے مذہبی حکمرانوں کی بدولت مسلمان حکمرانوں کی رعایا کے طور پر زیادہ امن و آشتی اور عدل و انصاف کا تصور پایا ہے۔ صلیبی جنگوں کے بعد غیر مسلم اقوام نے اسلام اور مسلمان کے خلاف اس کو بدنام کرنے کے لیے ایک مستقل مہم کا آغاز کر رکھا ہے اور یہ مہم مسلمہ امہ کے لیے زہر قاتل نہ صرف ثابت ہوئی ہے بلکہ زیادہ کشیدگی پیدا ہو رہی ہے جس کا مقصد اسلام اور اہل اسلام کی کردار کشی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ اگر یہودی فلسطین میں عرصہ دراز سے قتل عام کے مرتکب ہو رہے ہیں انہیں " یہودی دہشت گرد " نہیں کہا جاتا ، ہندوؤں نے بھارت میں آئے روز کسی نہ کسی بہانہ سے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کیا جارہا ہے بلکہ برے طریقے سے قتل کیا جاتا ہے۔ کشمیریوں کے ساتھ آدھی صدی سے زیادہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جس طرح مظالم ڈھائے جا رہے ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کبھی " ہندو دہشت گرد " کے الفاظ سننے کو نہیں ملتے۔سربوں نے بوسنیا کے مسلمانوں پر جس طرح ظلم ڈھائے یا آج امریکہ عراق کے مسلمانوں ،لیبیا کی عوام یا شام کے علاقوں میں مسلمان عوام کے ساتھ جو سلوک روا رکھے ہوئے ہیں کسی نے " مسیحی دہشت گرد " کے الفاظ استعمال نہیں کیے اور ابھی جو کچھ برمائی حکومت نے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ خون کی ہولی کھیل رہی ہے اور مسلمانوں کے لیے سانس لینا ترک کر دیا ہے لیکن ان کو کسی نے " بدھ دہشت گرد " کا لقب نہیں دیا۔انسداد دہشت گردی کے عنوان پر مسلم ورلڈ لیگ کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ میں فروری ۲۰۱۵ میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اسلام پر لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات کی ان الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

-Terrorism is associated with no one Religion, remarking that ...." If a Muslim commits an act of terror, it is linked to Islam but it the same terror act is committed by a Christian, Jews, Hindus or Buddhist; it is seldom linked to the perpetrator's religion.[1]

جب کہ اس کے بر عکس مسلمان، توپوں کے بدلے پتھر اور گولیوں کے بدلے غلیل کا استعمال کریں تو وہ دہشت گرد قرار پاتے ہیں۔ دہشت گردی ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے معنی و مفہوم کے بارے میں مختلف قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔ مختلف لغات میں اس کے معنی درج ذیل ہے۔ دہشت کا لفظ دہش سے نکلا ہے۔ دہش، یدہش، دہشاً،

جامع الغات میں دہشت کے معنی یہ ہیں:

دہشت: ڈر، خوف، ہیبت، ھول، باک، ھراس۔[2]

مصباح اللغات میں دہشت کے معنی "متخیر ہونا" کے ہیں۔[3]

مجموعہ لغات عربی میں دہشت کے معنی ہیں۔ حیران: جس کی عقل جاتی رہی ہو۔[4]

ابن منظور افریقی اس کے معنی درج ذیل نقل کرتے ہیں۔

دهش: الدهش ذهاب العقل من الذهل والوله وقيل من الفزع ونحوه، دهيشاً فهو دهش، ودهش، فهو مدهوش، وكرهها بعضهم، وادهشه الله وادهشه الامه دهش الرجل بالكسر۔[5]

مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ غفلت اور حیرت کی وجہ سے عقل کا زائل ہونا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھبراہٹ کی وجہ سے، جیسا کہ اللہ نے اسے خوفزدہ کر دیا، کسی معاملے نے اسے ڈرادیا اور آدمی خوفزدہ ہو گیا۔

انگریزی میں دہشت گردی کے لیے "Terrorism" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یہ لفظ لاطینی زبان سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں فرانک بولز لکھتا ہے۔

The word terror drives from the Latin word terrere, meaning "to frighten". The word and its derivatives have been applied in variety of contexts.[6]

---

[1] Muslim World League Conference, Makkah, reported by: The Atlantic Friday, Feb27, 2015.

[2] عبد المجید، خواجہ، **جامع اللغات**، (لاہور: ملک دین اینڈ سنز، تاجران کتب، ۱۹۶۲ء)، ۳: ۹۹

[3] عبد الحفیظ بلیاوی، مولانا، **مصباح اللغات**، (لاہور: خزینہ علم وادب)، ۳۳۹

[4] مجموعہ اللغات، **مطبع نور الابصار**، (الہ آباد: ۱۸۷۷ء)، ۳۲۴

[5] ابن منظور افریقی، محمد بن جمال، **لسان العرب**، مادہ، دھش، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ء)، ۴: ۴۲۷

[6] Frank Bolz, The counter terrorism, Hand Book Singapore, Taylor and Francis Group Publishers, 2005, p.3

یعنی یہ لفظ لاطینی زبان سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کا مطلب ہے "ڈرانا یا خوفزدہ کرنا" اس لفظ کا اپنے سیاق و سباق کے حوالے سے مختلف النوع مفاہیم میں اطلاق ہوتا ہے۔

ہارڈمین (Hard man) دہشت گردی کی تعریف یوں کرتا ہے:

Terrorism is a term used to describe the method or the theory behind the method where by an organized group or party seeks to achieve its avowed aims chiefly through the systematic use of violence. Destruction of property and machinery or the devastation of land may in specific cases be regarded as additional forms of terroristic activity.[7]

یعنی دہشت گردی ایک اصطلاح ہے اس کا استعمال اس طریقہ کار میں ہوتا ہے جہاں ایک منظّم گروہ یا جماعت منظّم طریقے سے تشدد کو استعمال کرکے اپنے مذموم مقاصد کو استعمال کرتے ہیں۔ املاک کو تلف کرنا، انسانی آبادی کو تباہ کرنا یا اجاڑنا، دہشت گردانہ کاروائیوں میں شامل ہیں۔

اصطلاحی مفہوم میں دہشت گرد کا لفظ ضرور استعمال ہوتا ہے مگر اس کی کوئی جامع تعریف ابھی سامنے نہیں آئی۔ مختلف ماہرین اس کی تعریف میں الگ الگ عناصر شامل کیے ہوئے ہیں۔ وقت، حالات اور علاقوں کی رو سے تعریفی الفاظ بدلتے رہتے ہیں لیکن ایک بات مشترک ہے کہ اس عمل میں تشدد اور تباہی کے ذریعے سیاسی مقاصد کا حصول اصل روح ہے۔

انعام الحسن سحری اس کی ایک سادہ سی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

دہشت گردی ایک ایسا فعل ہے جس میں بڑی منصوبہ بندی اور سوچ بچار کے بعد تشدد اور تباہی کا مخصوص راستہ اپنایا جاتا ہے تاکہ خاص سیاسی، مذہبی یا لسانی و نسلی مقاصد حاصل کیے جا سکیں۔ اگر یہ فعل مالی مقاصد حاصل کرنے کے لیے کیا گیا ہو تو ایجنسی مذکورہ ریاست کو بھاری نقصان سے دوچار کر دے گا۔[8]

انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا کے مطابق دہشت گردی کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

The systematic use of terror or unpredictable violence against governments, publics or individuals to attain & political objectives.[9]

محمد مشتاق احمد، جاوید احمد غامدی کی بیان کردہ دہشت گردی کی تعریف کچھ یوں لکھتے ہیں:

"غیر مقاتلین کی جان و مال، آبرو کے خلاف غیر اعلانیہ تعدی دہشت گردی ہے"۔[10]

---

[7] Hard man. J .B.S, Terrorism, Encyclopedia of the social sciences, The Macmilon Company, Boston, 1950, vol. 13, p.575

[8] انعام الحسن سحری، **دہشت گردی**، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء)، ۴۰

[9] Encyclopedia of Britannica, The University of Chicago, Vol.11, p.650

مولانا وحید الدین خان کچھ یوں لکھتے ہیں:

دہشت گردی اس مسلح کاروائی کا نام ہے جو کسی غیر حکومتی تنظیم نے کی ہو۔ یہ غیر حکومتی تنظیم خواہ کوئی بھی عذر پیش کرے مگر ہر حال میں ناقابل قبول ہو گا۔[11]

قبل از اسلام بات بات پر لڑنا، جھگڑنا عرب کے لوگوں کا قومی شعار بن چکا تھا۔ جس میں قبائلی رفاقت اور نسلی تفاخر ان جھگڑوں اور مستقل جنگوں کا سبب خاص تھا۔ ان کے ہاں عجیب و غریب قسم کے عقائد راسخ ہو چکے تھے کہ جب تک خون کا بدلہ نہ لیا جائے تو مقتول کی روح پرندے کی شکل میں چیخ و پکار کرکے مسلسل پریشان رہتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ میں پیاسی ہوں اور یہ پیاس صرف قاتل یا قبیلے کے کسی فرد سے ہی بجھ سکتی ہے۔ ان عقیدوں کی بناء پر جنگیں چھڑتیں، جو کئی کئی سالوں پر محیط ہوتیں۔ لیکن جب نبی اکرم ﷺ عرب میں آئے تو دین حق کے اصل مقصد کو بڑے منظّم انداز میں نبھایا۔ دنیا سے فتنہ و فساد، لڑائی جھگڑا اور بغض و عناد جیسی عادات کا خاتمہ کرکے امن و محبت اور بھائی چارہ کے علم کو اٹھاتے ہوئے اللہ کے دین کا بول بالا کر دیا جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے انبیاء کا مقصد حیات تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو دنیا ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سلامتی اور امن کی تعلیمات کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلۡمِ فَٱجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ۔[12]

"اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔"

مزید فرمایا:

فَإِنِ ٱعۡتَزَلُوكُمۡ فَلَمۡ يُقَٰتِلُوكُمۡ وَأَلۡقَوۡاْ إِلَيۡكُمُ ٱلسَّلَمَ فَمَا جَعَلَ ٱللَّهُ لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سَبِيلٗا۔[13]

"پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی۔"

اللہ تعالیٰ تو سلامتی کی دعوت دیتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:

وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[14]

"اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔"

---

[10] محمد مشتاق احمد، **دہشت گردی کی تعریف**، ماہنامہ اشراق، جلد نمبر ۱۴، شمارہ ۳۰، ۴۳
[11] وحید الدین خان، مولانا، **دہشت گردی کیا ہے؟** (لاہور: ماہنامہ تذکیر، دار التذکیر، جون ۲۰۰۲ء)، ۴۰
[12] انفال: ۶۱
[13] النساء: ۹۰
[14] یونس: ۲۵

اسلام نے ہمیشہ سلامتی، امن، پیار اور محبت کا درس دیا ہے لیکن اس جدید معاشرتی دنیا میں کچھ جدید ذہن رکھنے والے، سیاسی اور مذہبی عناصر نے اسلام کے خلاف شر پھیلانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی ہے جس کی زد میں اس وقت پوری امت مسلمہ ہے۔اس شر کی ایک کڑی مسلمانوں پر دہشت گردی کا ایک الزام ہے اور وہ دراصل جدید معاشروں کی پیداوار خود تو مذہبی روایات اور آداب چھوڑ کر بے دینی اختیار کر چکے ہیں لہٰذا انہیں اسلام پر عمل پیرا مسلمان بھی قابل قبول نہیں ہے۔جس طرح انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کو ایک کونے لگایا ہے اسی طرح دین اسلام کو بھی بے وقعت کر دینا چاہتے ہیں۔ڈاکٹر خالد علوی اس بابت لکھتے ہیں کہ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے انہی لوگوں نے انتہا پسندی کی اصطلاح وضع کی اور اسے مسلمانوں پر چسپاں کر دیا اور اب ساتھ ساتھ دہشت گردی کا الزام بھی چسپاں کر دیا۔[15]

انتہاء پسندی دراصل انگریزی اصطلاح (Extremism) کا ترجمہ ہے جس کو آہستہ آہستہ مذہبی گروہوں پر تھوپنا شروع کر دیا گیا۔

Webster کی یونیورسٹی ڈکشنری میں extreme کے تحت لکھا ہے:

Outer most or farthest from a centre (extreme edge of the forest): Final; last; being in the highest degree (extreme happiness- extreme poverty): extending beyond norm (an extreme linral):. The greats or utmost degree or point; an extreme condition; A drastic or immoderate expedient.[16]

اس گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ معمول سے ہٹ کر رویے کا اظہار ہے جس میں کسی معاشرے کے تہذیب و تمدن اور فکری و عملی پیمانوں اور حدود سے خارج ایسا رویہ جس میں دلیل اور فہم و تدبر کی کوئی گنجائش نہ ہو۔لیکن اس اعتبار سے اسلام کو اگر پرکھا جائے تو اسلام نہ تو انتہاء پسندی کے عوامل کا اجراء کرتا ہے اور نہ ہی اس کو بڑھانے میں اس کا کوئی ہاتھ ہے بلکہ اسلام تو ایک معمول کا نظریہ حیات ہے جو شخصیت کی تعمیر اور استحکام اجتماعیت میں خاص کردار ادا کرتا ہے۔اسلام تو اعتدال کی دنیا کی روحانی تعبیر کا نام ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل افراط و تفریط پر مبنی معاشرہ قائم تھا۔ایک گروہ مادی زندگی ہی کے چکر میں الجھا ہوا تھا تو دوسرے نے سرے سے دنیا کو ترک کرکے رہبانیت کی راہ کو اختیار کیا ہوا تھا جب کہ اسلام نے اللہ کے احکام و قوانین کی حدود و قیود کے مطابق دنیاوی لذتوں سے بھی فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی اور مذہبی تجربے کی لطافتوں سے بھی بہرہ مند ہونے کا حکم دیا۔

---

[15] علوی، ڈاکٹر خالد، **اسلام اور دہشت گردی**، (اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی یونیورسٹی)، ۲۱

[16] Websters New Revised University Dictionary, p.458

اسلام دینِ امن ہے اور جہاد دہشتگردی نہیں :

دہشت گردی کے اسباب اور اثرات کی طرف آنے سے قبل یہاں ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ نائن الیون کے بعد نہ صرف غیر مسلم بلکہ دنیائے اسلام میں پائے جانے والے جدید ذہنوں نے کچھ اسلامی پہلوؤں کو آپس میں گتھم گتھا کرکے بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام میں جہاد کو عنوان ہی دراصل دہشت گردی ہے اس بناء پر مسلمانوں کو جہادی اعمال کی بناء پر دہشت گردی کا لیبل برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لیے یہاں جہاد کے اسلامی تصور اور دہشت گردی کے امتیاز کا بیان ضروری ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ اللہ کی طرف سے بحیثیت نبی مقرر ہوئے اور اللہ کی وحی آنا شروع ہوئی تو ابتدائی سالوں میں اہل کتاب مکہ کے حق میں، مسلمانوں سے سنگین نوعیت کی منافقت کرتے رہے۔ مسلمان ان تمام اوامر پر صبر و استقامت پر کا مظاہرہ کرتے رہے۔ مشرکین مکہ نے اپنے مظالم جاری رکھے لیکن مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت نہ تھی بلکہ صرف قرآن یعنی تبلیغ سے جہاد کرنے کا حکم تھا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا۔ [17]

"تو کافروں کا کہانہ مانا اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر، بڑا جہاد۔"

مشرکین مکہ نے جب ظلم کی انتہاء کی اور مکہ کے مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکل جانے پر مجبور کیا جس کی بناء پر انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو مشرکین نے اہل کتاب کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو وہاں بھی سکون سے نہ رہنے دیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی اجازت دی۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔ [18]

"پروانگی (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بناء پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔"

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۔ [19]

"اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔"

---

[17] الفرقان: ۵۲

[18] الحج: ۳۹

[19] التوبۃ: ۳۶

تب بدر کے مقام پر پہلی لڑائی ہوئی۔ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جد و جہد کرنے کے علاوہ مشرکین عرب عورتوں اور بچوں سمیت بے گناہ لوگوں پر اس قدر ظلم کرتے کہ وہ اللہ کی مدد کو پکارتے رہتے۔ لہٰذا اس امر کی بناء پر مسلمانوں کو جہاد اسی طرح جاری رکھنا پڑا جس طرح جہاد کا حق ہے۔ اب بعض اکیسویں صدی کے جدید ذہن رکھنے والے اور اسلام کے خلاف پر پیگنڈا کرنے والے ان آیات کو ان کے سیاق و اباق سے ہٹ کر ایسے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام ایک خونخوار اور انتہار پسندی کی تربیت دینے والا مذہب ہے حالانکہ اسلام کے معنی ہی امن و سلامتی کے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ عام حالات میں مسلمانوں کو جن احکامت کی تلقین کرتا ہے ان کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

قرآن مجید میں ہے:

وَلاَيَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُواْ اعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى۔[20]

"اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔"

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُواْ بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ۔[21]

"اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی تھی۔ اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر والوں کو صبر بہتر اچھا ہے۔"

وقَاتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ الَّذِينَيُقَاتِلُونَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُواْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبِّ الْمُعْتَدِينَ۔[22]

"اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔"

وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔[23]

"اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔"

---

[20] المائدۃ:۸

[21] النحل:۱۲۶

[22] البقرۃ:۱۹۰

[23] انفال:۶۱

إِلاَّ الَّذِيْنَيَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيْثَاقٌ أَوْ جَآؤُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُواْ قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاء اللّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْاْ إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلاً۔[24]

مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے یا تمہارے پاس ہوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں۔اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا۔وہ بے شک تم سے لڑتے۔پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی عاہ نہ رکھی۔

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلاَمَ اللّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لاَّ يَعْلَمُونَ۔[25]

''اور اے محبوب ﷺ، اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔یہ اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔''

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔[26]

''انہیں معاف کر دو اور ان سے در گزر کرو۔بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں۔''

قرآن میں کئی ایسے احکامات موجود ہیں جن کو اگر تعصب کی نظر ہٹا کر دیکھا جائے تو وہ اسلام کے انتہاء پسند مذہب ہونے کے کے نہیں بلکہ اعتدال پسند دین کے ہونے کو دلائل کی عکس بندی کرتے ہیں بلکہ دین اسلام تو ایک متوازن طرز حیات کا تقاضا کرتا ہے۔قتل برائے قتل جہاد کا مقصد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد اللہ کی بندگی سے سرکشی کرنے والوں کی اصلاح ہے۔پوری دنیا میں کوئی بھی مذہب عدم برداشت یا تشدد کا درس نہیں دیتا اسی لیے عامۃالناس میں یہ کہا جاتا ہے کہ دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل قادر اس بابت لکھتے ہیں:

کچھ جذباتی افراد اپنی مقدس کتاب پر اس کے لفظ و روح کے مطابق عمل کرنے کی بجائے لفظ بہ لفظ کلام الٰہی کی ترجمانی پر یقین رکھتے ہیں انہیں مذہبی مجانین (Fanatics) کہا جاتا ہے۔عیسائیت میں اشاعت انجیل کے

---

[24] النساء:۹۰

[25] التوبۃ:٦

[26] المائدۃ:۱۳

حوالہ سے مذہبی مجانینیا (Evangelists’) کو مغرب میں بنیاد پرستیا مذہبی انتہاء پسند کہا جاتا ہے۔قرآن کے حوالہ سے اسلام میں بھی ایسے مذہبی مجانین کی کمی نہیں ہے بلکہ کم تعلیم، غربت اور مطلق العنان حکمرانوں کی ناانصافیوں کے باعث مسلم ممالک کے ایسے افراد باآسانی مشتعل ہو جاتے ہیں۔تاہم یہ ناانصافی ہو گی اگران مسلمان افراد کے باعث اسلام کو ہی انتہار پسند مذہب کہا جائے۔دوسرا یہ کہ ظلم سے چھٹکارا یا سیاسی آزادی حاصل کرنا ہر قوم کا پیدائشی حق ہے اور اس کے لیے جدوجہد کرنا ایک سیاسی عمل بلکہ ایک ردعمل ہوتا ہے۔لیکن جب کسی مسلم قوم کی ایسی جدوجہد یا جنگ آزادی کو مذہبی انتہاء پسندی یا عسکریت پسندی کہا جائے تو یہ دوسری بے انصافی ہو گی۔[27]

بہرحال نام نہاد مغربی میڈیا ایسی ناانصافیاں روز کرتا ہے کس کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے بعض مغربی اقوام اسلام جہاد کو دہشت گردی قرار دیتی ہیں۔چونکہ دنیا بھر میں جنگ آزادی لڑنے والوں میں اکثریت مسلم اقوام کی ہے اور وہ اپنی جنگ کو جہاد کہتے ہیں۔بظاہر اس بناء پر مغربی ذرائع ابلاغ کے لوگ ان تمام اعمال کو دہشت گردی سے جوڑتے ہیں۔حالانکہ ان لوگوں کو اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ عمومی طور پر ایسے معاملات کا تعلق لاعلمی سے ہوتا ہے۔اسلام تو ایک ایسا انسانی معاشرہ چاہتا ہے جو ظلم سے پاک ہو، پرامن اور مستحکم ہو۔یہی جہاد کا فلسفہ الٰہی ہے۔اسلام امن و امن کا تصور حیات پیش کرتا ہے، دین لڑنے کی اجازت صرف ظالموں اور فساد فی الارض کرنے والوں کے خلاف دیتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل جہاد اور دہشت گردی میں تضادات اور اختلافی پہلوؤں کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

(۱) جہاد ہر مسلمان کا ایک مذہبی فریضۃ ہے۔جہاد جارحیت نہیں بلکہ دفاعی نوعیت کی جنگ ہے جو معاشرے میں استحکام اور امن و سلامتی کے لیے لڑی جاتی ہے۔حالانکہ دہشت گردی ایک منظّم تشدد کے ذریعے، معاشرے میں خوف وہراس پھیلا کر اسے غیر مستحکم کرنے کا نام ہے۔

(۲) جب اصلاح کی کوشش اور بار بار کی تنبیہ کارگر نہ ہوں تو پارلیمنٹ کی رائے لینے کے بعد سربراہ حکومت جہاد کا باقاعدہ اعلان کرتا ہے۔کوئی مذہبی شخصیت یا تنظیم جہاد کے اعلان کرنے کی مجاز نہیں۔اس کے برعکس دہشت گردی چند افراد مل کر خفیہ طور پر مل کر کرتے ہیں۔

---

[27] فضل قادر، ڈاکٹر، پروفیسر، **نائن الیون اور اسلام**، (کراچی: فضلی بک مارکیٹ)، ۲۲

(۳) جہاد میدان جنگ میں لڑا جاتا ہے تاکہ بوڑھے، بچے اور عورتیں یا کوئی بے گناہ مخلوق اور املاک کو نقصان نہ پہنچے جب کہ دہشت گردی سے سب سے زیادہ نقصان ہی بے گناہ لوگوں کو ہوتا ہے اسی لیے جہاد اللہ کی حکمت جب کہ دہشت گردی کا تعلق انسانی فکر سے ہے۔

(۴) جہاد میں قیدیوں سے حسن سلوک برتا جاتا ہے جب کہ دہشت گردی میں قیدیوں کو اغوا کرکے سودے بازیاں کی جاتی ہیں۔

(۵) جہاد کا مقصد سرکش لوگوں کی اصلاح ہے جب کہ دہشت گردی کا مقصد انتقام یا کسی سیاسی مفاد کا حصول ہوتا ہے جس کے لیے یہ افراد وحشیانہ حربوں سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(۶) اللہ کی راہ میں مال و جان سے لڑنا جہاد ہے اس میں کامیابی یا شہادت مسلمان کے لیے ایک اعزاز ہے جب کہ دہشت گردی میں مرنے والے کے لیے عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے

(۶) اللہ تعالیٰ کی ذات نے جہاد صرف ضرورت کے نام پر مسلمانوں پر لازم کیا ہے جب کہ معاشروں کو غیر مستحکم کرنے کے لیے دہشت جیسے اعمال کو پھیلانے جیسے اعمال کو اللہ پسند نہیں کرتا۔[28]

انعام الحسن اس بابت لکھتے ہیں۔

(۸) دہشت گردی ایسا فعل ہے جس میں بڑی منصوبہ بندی اور سوچ و بچار کے بعد تشدد اور تباہی کا راستہ اپنایا جاتا ہے تاکہ خاص سیاسی، مذہبی یا لسانی مقاصد حاصل کیے جائیں لیکن جہاد میں ایسا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ یقیناً منصوبہ بندی کی جاتی ہے لیکن منظّم طریقے سے اور سپاہ کے مشورے سے یہ عمل میں لایا جاتا ہے نہ کہ معاشرے میں فساد پھیلانے کے لیے ہوتا ہے۔

(۹) جہاد میں مقابل فریق مسلح افراد ہوتے ہیں اسلام غیر مقاتلیں پر ہتھیار اٹھانے کی بالکل اجازت نہیں دیتا حالانکہ دہشت گردی کا تعلق غیر مسلح افراد کے ساتھ ہوتا ہے اور معصوم لوگوں کے خلاف کاروائی کی جاتی ہے جو کہ زمین میں فساد کا سبب بنتا ہے۔[29]

محمد ارشد لکھتے ہیں:

(۱۰) کہ دہشت گردی کا ایک مقصد متوازی نظام، متوازی نظریہ فکر، متوازی تہذیب و تمدن، متوازی معاشرہ یہاں تک کہ متوازی شخصیات کا خاتمہ اور ایک شخصی حکومت کا قیام ہے جب کہ جہاد میں ایسا نہیں ہے۔[30]

---

28 فضل قادر، ڈاکٹر، پروفیسر، **نائن الیون اور اسلام**، ۲۳تا۲۵

29 انعام الحسن سحری، **دہشت گردی**، ۴۰

30 محمد ارشد، **دہشت گردی کی اصطلاح اور اس کے استعمال کا طریقہ**، سہ روزہ دعوت، جلد نمبر ۴۹، شمارہ ۱۰۱، ۲۵

در حقیقت مسلمان گروہوں کی امریکیا اس کے اتحادی ممالک کے ساتھ جو جنگی معاملات ہیں ان کا تعلق امریکی پالیسز کے ساتھ ہیں اسے انتقامی یا سیاسی کاروائی کہنا زیادہ بہتر ہوگا اور اسے مسلم عقیدے کے ساتھ نہیں جوڑا جا سکتا۔ جو حالات امریکہ نے دنیا کے تمام مسلم ممالک کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہیں تو جوابی کاروائی میں کوئی تو جواب ملے گا اور یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ لڑائی عیسائیت کے ساتھ ہر گز نہیں ہے بلکہ صرف امریکی حکومت کے ساتھ ہے۔ اگر یہ عقیدہ کی جنگ ہوتی تو اس کا زیادہ زور مشرق میں ہوتا جہاں کے ممالک بت پرست ہیں کیونکہ اسلام میں بت پرستی حرام ہے اور اس کے ساتھ اسلام کی دشمنی کا تعلق اگر ایسے مذہبی امور کے ساتھ ہوتا تو پاکستان اس وقت کبھی بھی چین کے ساتھ اچھے تعلقات قائم نہ کرتا، جیسے آج ہیں۔ پاکستان کے علاوہ تمام دنیائے اسلام چین کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ بلاوجہ اسلامی ممالک کی معیشت، ثقافت اور سیاست میں نہ تو خود مداخلت کرتا ہے اور نہ ہی کسی کی مداخلت کی حمایت کرتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ دین اسلام تعصب کا دین نہیں ہے۔ اس لیے جہاد اور دہشت کو ایک ساتھ ملانا سراسر ناانصافی اور حقیقت سے لاعلمی ہے۔ حالانکہ اسلام میں شخصی حکومت کا تصور نہیں ہے بلکہ کسی جگہ آمریت ہو اور وہاں عام افراد پر ظلم و ستم ہو رہا ہو تو اسلام یہاں جہاد کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ زمین میں امن قائم ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ۔[31]

"اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا کرو۔"

منظور الحسن لکھتے ہیں:

انسان خواہ مقاتلین ہوں یا غیر مقاتلین ان کے حقوق کی خلاف ورزی میں طاقت کا استعمال یا اس کی دھمکہ، دانستہ طور پر غیر قانونی طریقے سے ہو اور اس کا مقصد معاشرے میں دہشت و خوف پھیلانا ہے خواہ اس کا ارتکاب افراد کریں یا ان کی تنظیم یا کوئی حکومت۔[32]

جب کہ اسلام حقوق کی پاسداری کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ امن اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب انسانی جان کے حقوق ادا کیے جائیں اور جہاد امن قائم کرنے کے لیے ایک خاص حکمت الٰہیہ ہے۔

---

[31] البقرۃ: ۱۹۳

[32] منظور الحسن، **دہشت گردی**، ماہنامہ اشراق، جلد نمبر ۱۴، شمارہ ۳۰، ۴۸

دہشت گردی کی اقسام:

اقسام کے بارے ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں کہ بنیادی طور پر ہمارے معاشرے میں دہشت گردی کی تین اقسام پائی جاتی ہیں :

انفرادی دہشت گردی:

انفرادی دہشت گردی ذاتی انتقام یا لاحق بیماری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ایسا معاملہ عام طور پر معاشرے میں پیدا کردہ ماحول یا متشدد قسم کی ذہنی بیماریوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔یہ عام طور پر ان معاشروں میں ہوتا ہے جہاں مسابقت کا عمل تیز ہو اور افراد تنہائی کا شکار ہوں تو انتقامی کاروائی کے لیے پھر ان سے ایسے اعمال سرزد ہو جاتے ہیں جن کے بعض اوقات اثرات انتہائی بھیانک ہوتے ہیں حالانکہ یہ عمل انفرادی ہوتے ہیں مگر اثرات اجتماعی رکھتے ہیں۔

گروہی دہشت گردی:

گروہی دہشت گردی میں مذہبی، سیاسی اور نسلی عوامل شامل ہوتے ہیں۔مذہبی دہشت گردی میں بنیادی وجہ فرقہ وارانہ اختلافات ہیں۔ایک گروہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے تو دوسرے کو باطل قرار دیتا ہے۔ یہاں پاکستان میں شیعہ، سنی اختلافات عروج پر ہیں ، کبھی کسی کے جلوسوں پر حملے تو کبھی مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بم بلاسٹ ہوتے ہیں۔ایرانی انقلاب نے شیعہ حضرات کے جارحانہ رویہ میں اضافہ کیا اور سنی ہمیشہ اس منظّم اقلیت سے خائف رہے ہیں۔پاکستان میں سنی اکثریت ہونے کی وجہ سے اھل تشیعہ حضرات کے جلسے جلوس ہمیشہ اختلافات اور جھگڑوں کی زد میں رہے ہیں اور شیعہ حضرات اس کو اپنا مذہبی حق سمجھتے ہیں۔اہلسنت علماء نے سرکاری اداروں میں یک طرفہ معاملات سے مایوسی اور بے چارگی کی وجہ سے ان پہلوؤں کو اپنی تقاریر کا عنوان بنایا، اسی طرح شیعہ ذاکرین نے اپنی تقاریر میں مسالہ تیز کیا۔ بالاخر اس کا اختتام قتل و خون ریزی پر ہوا۔دونوں اطراف سے ہمیشہ دلائل رہے ہیں اور رہیں گے اس لیے عقلمندی اسی میں ہے کہ اختلافات کو قبول کر کے طاقت کی بجائے دلیل کی بات کی جائے۔ تبلیغ مسلک کو مسجدوں اور امام بارگاہوں تک محدود کیا جائے اور ایسی تبلیغ جو مشترک عقائد واقدار پر مبنی ہو ، کھلی اجازت دی جائے۔اسی طرح کے اصول و قوانین ،اہلسنت کے تین یا چار جو مسالک ہیں ان کے درمیان بھی لاگو کیے جائیں۔

گروہی دہشت گردی میں سیاسی دہشت گردی بھی شامل ہے۔جس میں ایک سیاسی فکر رکھنے والی جماعت جبراً لوگوں پر اپنی سیاسی رائے کو تھونپتی ہے۔حالانکہ سیاسی دہشت گردی اس بنئیادی تصور کے ہی خلاف

ہے جس پر کسی ملک کی سیاسی زندگی منظّم ہوتی ہے۔ہمارے ہاں سیاسی نظام مستحکم نہیں ہے جس کی بناء پر سیاسی پارٹیاں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تشدد کی کاروائیاں کرواتی ہیں جو کہ بدامنی کا سبب بنتی ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں جو زیادہ خوفناک ہے وہ لسانی بنیادوں پر پیدا کردہ دہشت گردی ہے۔ پاکستان میں گروہوں نے لسانیت کو ایک سیاسی مذہب کے طور پر اختیار کیا جس کی بناء پر پاکستان میں ایک ملک کے شہری ہونے کے باوجود ایک علاقے کا آدمی دوسرے علاقے میں کاروبار یا آباد ہونے میں مشکلات محسوس کرتا ہے۔سیاسی رواداری اور معاشرتی حسن کا تقاضا یہ ہے کہ ملک کا ہر شہری بلا لحاظ مذہب زبان اور نسل ہر جگہ آزادی کے ساتھ اپنی مثبت سرگرمیاں رکھ سکے۔سندھ میں غیر سندھیوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا رہاہے۔ کراچی میں دہشت و تشدد کی کاروائیاں شدید خوفناکی کے باعث اپنی نظیر نہیں رکھتی۔یہ لاقانونیت اصحاب اختیار کی نفاذ قانون کی پالیسی سے ہی ختم ہو سکتی ہے۔

ریاستی دہشت گردی:

ریاست ایک قانونی ادارہ ہے اس کی تشکیل، تنظیم اور بقاء میں قتل و غارت گری شامل ہے۔ریاست نے جتنے ظلم رعایا پر کیے ہیں شاید افراد اور گروہوں نے نہ کیے ہوں۔ریاست سے اختلافات بغاوت جب کہ باغی کی سزا قتل قرار دی جاتی ہے۔حکومت سے اختلاف جمہوری حق ہے۔حکومتیں اس کو ریاست سے اختلاف دیگر کسی کسی قسم کی تشدد پسند کاروائیاں کرواتی ہے۔ریاست کے پاس پولیس، فوج، ایجنسیاں اور بے پناہ وسائل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مقاصد حاصل کر سکیں (ابھی ۲۰۱۴ میں ماڈل ٹاؤن کا سانحہ اور کراچی میں اساتذہ پر پر تشدد کاروائیاں اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں) دنیا میں مختلف ریاستیں دہشت گردی کے خلاف مسلح تحریکیں چلا رہی ہیں اور بعض اپنی دہشت گردی کی بناء پر نمایاں مجرم ہیں اور بد قسمتی سے مسلمان اس دہشت گردی کا شکار ہیں۔([33])

دہشت گردی کے اسباب:

آج کے دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان اسباب کا جائزہ لیا جائے، ان کی کھوج اور اصلاح پر کام کیا جائے جن کے نتیجے میں پوری دنیا میں بغاوت اور بے چینی کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور مظلوم انسان اپنی جان پر کھیل جانے پر مجبور ہیں۔دہشت گردی کے خلاف جنگ بموں، میزائلوں اور انسانی بستیوں پر آگ برسانے سے نہیں لڑی جا سکتی،اس کا خاتمہ تو اسی طرح ممکن ہے جس طرح غربت و افلاس اور بیماری کے خاتمے کی کوشش کی جاتی ہے۔یہ جنگ غصے کی بجائے حکمت اور تدبیر سے لڑ کر اس کے حل کی تلاش کی ضرورت ہے۔انسانی تاریخ

---

[33] مزید تفصیل کے لیے دیکھیں، ڈاکٹر علوی صاحب کی کتاب، **اسلام اور دہشت گردی**، ۳۰ تا ۳۵

گواہ ہے کہ انسانی مسائل کی گرہ کشائی کا راستہ چھوڑ کر عسکری قوتوں سے جب انسان کو دبانے کی کوشش کی گئی ہے تو اس سے ظلم میں اضافہ اور تسدد میں بڑھانے میں ضرور مدد ملی ہے۔یہاں ہم وہ اسباب ذکر کریں گے جنہوں نے دار جدید میں معاشرتی زندگی کے اندر اضطراب اور مختلف قسم کی وحشیانہ کاروائیوں کو پیدا کیا ہے۔وہ اسباب و محرکات جو دہشت گردی کی فضا قائم کرتے ہیں یا راہ کو ہموار کرتے ہیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی اسباب و محرکات مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔جو ابتداء میں ایک چھوٹے سے پودے کی مانند ہوتے ہیں اور پھر بڑھتے بڑھتے ایک تناآور درخت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں انہی ابتدائی اسباب و محرکات کے بارے میں کینتھ والٹز (Kenneth Waltz) لکھتا ہے:

""To develop a frame work for the analysis of likely settings for terrorism, We must establish conceptual distinctions among different type of factors. First, a significant differences exists between "Preconditions" factors that set the stage for terrorism over the long run and "precipitants" specific events that immediately trecede the occurrence of terrorism. Second, a further classification divides preconditions into enabling or permissive factors which provide opportunities for terrorism to happen, and situations that directly inspire and motivate terrorist campaigns. Precipitants are similar to the direct cause of terrorism.[34]

مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ دہشت گردی کے ڈھانچے کا تجزیہ کرنے کیے لیے ہمیں اس کے اسباب کی مختلف اقسام میں فرق واضح کرنا ہے۔سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ جس معاشرے میں دہشت گردی جنم لیتی ہے وہاں اس سے پہلے کیا حالات کارفرما ہوتے ہیں اور ایسے کونے واقعات رونما ہوتے ہیں جن کے باعث دہشت گردی وقوع پذیر ہوئی ہے۔اس کے علاوہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ دہشت گردی سے قبل حالات و واقعات میں وہ کن سے قابل ذکر محرکات ہیں جنھوں نے دہشت گردی کو سر اٹھانے کے مواقع فراہم کیے اور ایسے حالات پیدا کیے جن کے باعث دہشت گردوں کو اپنی کاروائیوں کے لیے مزید تحریک ملی۔

معاشی ناہمواریاں:

جدید دور میں معاشی ناہمواریوں کی وجہ سے محروم طبقات کے اندر اضطراب پایا جاتا ہے۔پرانے زمانے میں مالدار اور محروم طبقات دونوں اپنی مادی خواہشات کو محدود رکھتے تھے ہر طبقے لے لیے خوشیوں کے مواقع موجود رہتے تھے لیکن دور جدید میں اس کے بر عکس لوگوں کی خواہشات اور تمنائیں بہت بڑھ گئی ہیں۔اب

[34] Kennth Waltz, Man the state and war, (New York: Columbia University, Press), 1959, p.232

کچھ لوگ ان تمناؤں کو پورا کرنے کی غرض سے وہ سب بھی کر گزرتیں ہیں جو نہ تو ہمارا مذہب اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ہمارا معاشرہ اس کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ غربت وافلاس سے مارے لوگ امراء طبقات کی عیش پرستی اور ان کی چمک دمک کو دیکھ کر ایسے اعمال جو مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے ٹھیک نہیں سمجھے جاتے کے کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے کیونکہ ان سے ان کی تمام خواہشات پوری ہونا مقصود ہوتی ہیں اور یہ لوگ اپنی خواہشات کے سمندر میں اس قدر بہہ جاتے ہیں کہ ان کو ان عوامل کا ادراک ہی نہیں ہو پاتا جس کو معاشرہ بھگت رہا ہوتا ہے۔ اس معاشی طبقاتی تقسیم کے لحاظ سے امراء اور غرباء کے درمیان نفرت پیدا ہونا ایک حقیقی امر ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس احساس محرومی کے مناظر معاشروں میں بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

سیاسی اسباب:

دنیا میں دوسرا سب سے بڑا سبب دہشت گردی کا سیاسی بے چینی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب لوگوں پر ان کی مرضی کے خلاف کوئی نظام مسلط کیا جاتا ہے، سیاسی آزادیوں سے محرومی دی جاتی ہیں اور کوئی پرامن راستہ عوام کو نظر نہیں آتا تو وہ مجبوراً ایسی دہشت گردانہ کاروائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں جو نہ صرف ان کو بلکہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جن معاشروں میں صحت مند سیاسی ماحول نہ ہو وہاں انتہا پسندی اور دہشت گردی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور اسی افراتفری اور سیاسی استحصال کی بناء پر معاشروں میں عوامی انقلاب رونما ہوتے ہیں۔

اس ضمن میں ڈاکٹر محمد امتیاز ظفر لکھتے ہیں:

When a small numbers of people are convinced that the majority is not just to them and they come to the conclusion that there is no way to get their rights in legal framework or they are made conscious with behaviour of the ruling class or they realize themselves that they have no share in decision making of the state, they stand up and start insurgent activities.[35]

بین الاقوامی عسکری، ثقافتی اور معاشی یلغار:

موجودہ جدید دور میں بین الاقوامی وہ نظام جس میں ایک ملک دوسرے ملک پر ناجائز قبضہ کرکے ریاستی دہشت گردی کرتا ہے جب کہ بہت سے دوسرے ممالک ناحق حمایت میں بھی کھڑے ہو جاتے ہیں، جیساکہ فلسطین پر اسرائیل کئی عرصہ سے ناجائز قابض ہو کر ریاستی دہشت گردی کو ہوا دے رہا ہے اور

[35] Imtiaz Zafar, Muhammad, Violence, Terrorism and Teaching of Islam, Islamabad, HEC, 2006, p.28

اب امریکہ کے ساتھ مل کر جو مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت قرار دیے جانے کی کوششیں کی جارہی ہیں تو یہ بھی انتہاء درجے کی دہشت گردی کا سبب ہو گا۔ یہی حال ساٹھ ۶۰ سے بھارت کا وہ ناجائز تسلط ہے جو کشمیر پر قائم ہے۔ گویا عالمی سطح پر امریکی بالادستی کے منصب اور پوری عسکری، سیاسی، معاشی اور ثقافتی یاغار ہی وہ اصل اسباب ہیں جن سے مجبور ہو کر انسانوں نے اور خاص طور پر مسلم ممالک نے نہ صرف بغاوت کی ہے بلکہ خود تشدد پر ابھارا جارہا ہے۔

خورشید احمد نے "کسنجر" کی ایک عبارت لکھی ہے:

یہ ممکن نہیں تھا کہ ان ممالک کی خاموش حمایت کا تعاون حاصل ہوتا جو جارج ڈبلیو بش کے الفاظ میں "دہشت گردی" کی مخالفت کرتے ہیں لیکن اس نفرت کو بڑھاتے ہیں جو دہشت گردی کرتی ہے۔[36]

ظلم و ناانصافی:

انسانی تاریخ میں ایسے کئی معاشرے موجود ہوں گے جہاں غربت وافلاس، بے روزگار اور تنگ دستی ہو گی لیکن آباد ہوں گے۔ لیکن ایسے معاشرے قائم نہیں رہ سکتے جہاں عدل وانصاف نہ ہو اور ناانصافی عام ہو۔ جب بھی کسی قوم کو عدل سے محروم کر دیا جائے گا تو وہاں تشدد، دہشت گردی اور انتہاپسندی جیسے عوامل پر پیدا ہوتے ہیں۔

اس نقطہ نظر کی وضاحت "Martha Crenshaw" نے یوں کی ہے:

The idea of justice or fairness may be more centrally related to attitudes toward violence than one feelings of deprivation. It is perceived injustice uncle laying the deprivation that gives rise to anger or frustration.[37]

معاشرے میں اتحاد کا فقدان صفت غداری:

دہشت گردی کے بہت سے اسباب کے ساتھ ایک بڑی اور بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد کا ہمیشہ فقدان رہا ہے۔ باہمی کشت وخون اور غداری کا عنصر ہمیشہ غالب رہا ہے جس کی وجہ سے ہر دور میں ایسے فتنے پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی وجہ سے معاشرتی استحکام تنزل کا شکار رہا ہے۔

---

36 خورشید احمد، ۱۱ ستمبر کی ستم کاریاں، **ماہنامہ ترجمان القرآن**، جلد ۱۲۹، شمارہ ۹، ۲۹

37 Crenstow, Marth, Explaning Terrorism, (New york: Routledge Publishing, 2011), p.38

جیسا کہ قاضی کاشف لکھتا ہے :

مسلمانوں کے باہمی اختلافات بھی دہشت گردی کی راہ ہموار کرتے ہیں۔کافروں میں باہمی اختلافات جتنے بھی ہوں لیکن جب مسلمانوں کے مقابل آتے ہیں تو تمام اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف دشمن ملک کی پشت پر آموجود ہوتے ہیں جب کہ مسلمان ایسے موقعوں پر اپنے مسلمان ملک کو تنہاء چھوڑ دیتے ہیں جس سے مسلمان ممالک کفار کی دہشت گردی کا نشانہ بنتے ہیں۔[38]

احساس محرومی:

دہشت گردی کا ایک سبب بعض طبقات میں اس طرح کا احساس محرومی کا پیدا ہو جانا ہے جو انہیں دہشت گردی پر مجبور کرتا ہے۔دہشت گردی کبھی اپنی بالادستی قائم رکھنے کے مقصد سے بھی وجود میں آتی ہے تا کہ کوئی اسے کبھی چیلنج کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ریاستی دہشت گردی کے پیچھے بالعموم یہی سبب کارفرما ہوتے ہیں۔ عام طور پر ایسے نوجوان جو پڑھے لکھے اور متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور معاشرے میں تبدیلی لا کر ایسے ظلم کو توڑنا چاہتے ہیں جن میں ان کے ساتھ ناانصافی روا رکھی جاتی ہے ،دہشت گردی کی راہ پر چل نکلتے ہیں کیونکہ ان کو جائز حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔اس طرح انسانی معاشروں میں دہشت گردی کی وباء پھیلتی ہے اور وہ نوجوان جن کے ساتھ بھی استحصال ہوتا ہے وہ نوجوانوں کے ساتھ مل جاتے ہیں۔

دہشت گردی کے معاشرے پر سنگین اثرات:

دہشت گردی ایک ایسا عمل ہے جس کے انسانی زندگی پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہوتا جو اس سے متاثر نہ ہو۔اس کا تعلق معاشی پہلو سے ہو یا معاشرتی سے ، نظم و نسق کا مسئلہ ہو یا سیاسی و تعلیمی نظام کا،الغرض تمام نظام ہائے زندگی پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اگر بر وقت دہشت گردی کی کاروائیوں کا تدارک نہ کیا جاسکے تو اس کے اثرات دوسری نسل میں منتقل ہونا شروع ہو جاتے ہیں بعض اوقات جن کو کنٹرول کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

معاشی اثرات:

دہشت گردی سے ملکی سالمیت کے ساتھ ساتھ معاشیات بھی داؤ پر لگنا شروع ہو جاتی ہے۔جب املاک کو تباہ برباد کیا جائے گا تو لوگوں کے مال محفوظ نہیں ہوں گے تو اس کی بدولت ملک کی معیشت دن بدن خسارے کی طرف گامزن ہو گی۔انہی معاشی اثرات کو بیان کرتے ہوئے Martha Crenshaw لکھتی ہے :

---

[38] قاضی کاشف نواز، **مسلمانوں کے موجودہ المناک حالات کا بنیادی سبب**، ماہنامہ مجلّہ الدعۃ لاہور، جلد نمبر ۱۳، شمارہ نمبر ۳۰، ۲۵

Shapes were closed and people were afraid to leave their homes, soustelle feared a total collapse of economics' life and social structure.[39]

مختصر یہ ہے کہ دہشت گردی کے باعث معیشت اور اقتصادیات میں کوئی نظم و ضبط قائم نہیں ہوتا تو وہاں پر ادارے بھی عدم توازن کا شکار ہو جاتے ہیں۔

معاشرتی اثرات:

جن معاشروں میں دہشت گردی عام ہوتی ہے اور دہشت گرد خوف وہراس پھیلانے کے لیے پر تشدد کاروائیاں کرتے ہیں تو وہ معاشرہ اپنی افادیت کھو دیتا ہے۔امن و امان کی صورتحال انتہائی نا گزیر ہوتی ہے، ریاست میں حکومتی گرفت کمزور ہو جاتی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اہمیت کھونے کے ساتھ ساتھ نظم وضبط کو برقرار رکھنا ان کے مشکل ہو جاتا ہے۔

معاشرے کے افراد میں خوف وہراس:

دہشت گردی کو باعث معاشروں میں خوف وہراس پھیل جاتا ہے اور افراد گھروں سے نکلنا چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ان تمام کاروائیوں کا مقصد ہی لوگوں کے دلوں میں خوف اور ڈر پیدا کرنا اور ماحول کو ہراساں بنانا ہے۔تاکہ لوگوں میں لا قانونیت اور انارکی کی فضاء قائم ہو۔بلکہ بعض اوقات تو اس قدر سخت کاروائیاں ہوتی ہیں کہ حکومت وقت بھی خوف وہراس کا شکار نظر آتی ہے۔اس حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض اوقات حکومت کو گرا کر خود براجمان ہو جاتے ہیں۔

اس ضمن میں Feldman لکھتا ہے:

Although the general effects of threat are well known, they have been relatively few attaints to distinguish between differing effects of personal and more remote national or collective threats.[40]

انسداد دہشت گردی اور اسلامی تعلیمات:

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بناء پر مسلمانوں کی اکثریت کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دینا اور انہی وجوہات کی بناء پر اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرنا یا ان کو بے دریغ قتل کرنا انتہائی قبیح عمل ہے لیکن یہی معاملہ ہمارے پاکستانی معاشرے میں عرصہ بعید سے چلا آ رہا ہے جس کی بھینٹ نہ جانے کتنے معصوم لوگ چڑھ

39 Crenshaw Math, Explaining Terrorism, (New York: Routledge Publishing, 2011), p.26
40 Feldman, The Consequences of Terrorism, (New York: Stong Book Publishers, 2002), p.486

چکے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مومن کی جان و عزت وآبرو کی کیا اہمیت ہے؟

جیسا کہ قرآن میں ہے:

مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً۔[41]

جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا دیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا دیا اور اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال: رایت و رسول اللہ ﷺ یطوف بالکعبة، و یقول: ما اطیبك و اطیب ریحك، مااعظمك و اعظم حرمتك، والذی نفس محمد ﷺ بیده، لحرمة المومن اعظم عند اللہ حرمة منك ماله و دمه، وان نظن به الاخیراً۔[42]

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا تو کتنا عمدہ ہے اور کتنی پیاری تیری خوشبو ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے مومن کی جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔ ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔

مومن کی جان لینا تو کجا معاشرے میں فساد برپا کرنے والوں کے لیے بھی قرآن میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ بدامنی اور معاشرے میں دہشت گردی جیسے افعال کی اسلام نے کبھی اجازت دی ہے اور نہ ہی کبھی ان کو سراہا ہے بلکہ فتنہ و فساد اور ظلم و ناانصافی کی تمام اشکال کو ناپسندیدہ اور حرام قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔[43]

"اور زمین میں فساد نہ چاہ۔ بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

---

[41] المائدۃ:۳۲

[42] ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، **سنن ابن ماجہ**، (ریاض: دارالسلام)، حدیث نمبر: ۳۹۳۲

[43] القصص:۷۷

وَلاَ تُفۡسِدُواْ فِيۡ الأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلاَحِهَا۔ [44]

''اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اس کے سنوارنے کے بعد اور اسی طرح سورۃ بقرۃ میں فسادی شخص کے خصائص اور نشانیاں بتاتے ہوئے درج ذیل الفاظ استعمال کیے ہیں۔''

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِيۡ الأَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيِهَا وَيُهۡلِكَ الۡحَرۡثَ وَالنَّسۡلَ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ۔ [45]

اور جب پیٹھ پھرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں بلکہ مسلمان بھائی کی طرف تو نبی اکرم ﷺ اسلحہ اٹھانے اور اشارہ کرنے والے کو بھی ناپسند کیا ہے۔
حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے:

لا يشير احدكم الى اخيه بالسلاح ، فانه لا يدرى احدكم لعل الچيطانينزع فييده، ميقع فى حضرة من النار۔ [46]

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔
یہی مضمون ایک اور حدیث میں کچھ یوں ہے:

من اشار الى اخيه لجديده ، فان الملائكة تلعنه حتييدغه ، وان كان اخاه لابيه وامه۔ [47]

جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں۔ جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔

ایسے تمام اعمال جو جو ہدایت کے راستے پر چلنے سے روکنے کا سبب بنتے ہو شریعت ان اعمال کو فتنہ قرار دیتی ہے اور اسلام نے فتنہ کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دیا ہے جس کا ذکر قرآن میں کچھ اس طرح ہے۔

وَالۡفِتۡنَةُ أَكۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ۔ [48]

''اور ان کا فساد قتل سے سخت ہے۔''

---

[44] الاعراف: ۵۶

[45] البقرۃ: ۲۰۵

[46] مسلم بن حجاج۔ امام، **الصیح المسلم**، (ریاض: دارالسلام)، حدیث نمبر: ۲۶۱۷

[47] ایضاً: ۲۶۱۶

[48] البقرۃ: ۲۱۷

مندرجہ بالا بحث میں ان تمام اعمال کی بیخ کنی کی گئی ہے جو فساد فی الارض کا سبب بنتے ہیں، ان کا تعلق قتل و غارت سے ہو، عزت و آبرو کی پامال سے ہو یا کسی قسم کی تخریبی کاروائیوں سے ہو، سب دہشت گردانہ پہلوؤں میں شامل ہیں۔ کیونکہ یہی وہ تمام چیزیں ہیں جو دہشت گردی کا نشانہ بنتی ہیں اور اوپر بیان کردہ تعلیمات اسلامی ان کی حرمت اور ناجائز ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مسلمانوں کے قتل اور فساد انگیزی کی ممانعت:

جو کوئی کسی مومن کو کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے قرآن میں اس کی سزا جہنم ہے اور اللہ اس پر اپنا غضب نازل کرتا ہے اور مستقل لعنت خداوندی کا مستحق بنتا ہے، جیسا کہ سورۃ النساء میں ہے

وَمَنۡ يَقۡتُلۡ مُؤۡمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيماً۔[49]

"اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔"

اسی طرح دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے سے افرادی اور مالی قوت کے حصول سے محروم کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہر قسم کی مدد و اعانت سے کلیتاً منع فرمایا ہے

من اعان علی قتل مومن بشطر کلمة، یقی الله مکتوب بین عینیه: آلیس من رحمة الله۔[50]

"جس شخص نے چند کلمات کے ذریعے بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی میں لکھا ہو گا" اللہ کی رحمت سے مایوس شخص۔"

حدیث میں صراحت کے ساتھ اس بات کی وضاحت شامل ہے کہ ان کی ظالموں کی نہ صرف مالی و جانی معاونت منع ہے بلکہ ہر تحریر و تقریر کے ذریعے امن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لیے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کرکے جنت کی بشارتوں لالچ میں بے گناہوں کے قتل پت آمادہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ بے گناہ شہریوں اور بے گناہ انسانوں کے بے دریغ قتل کرنے والے اپنے آپ کو کیسے اسلام کا علمبردار قرار دیتے ہیں؟ حالانکہ اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں کی وجہ سے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر رہے ہیں جب کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

---

[49] النساء: ۹۳

[50] ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، **سنن ابن ماجہ**، حدیث نمبر ۲۶۲۰

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال: لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم۔[51]

''حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید ہو جانا ہلکا ہے۔''

عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ قتل المومن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا۔[52]

''حضرت عبد اللہ بن بریدۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے قتل، خون بہانے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کو اسلام سے واپس کفر کی طرف پلٹ جانا قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لا ترتدوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض۔[53]

''تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے سبب کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔''

گویا کہ کلمہ گو مسلمانوں کا آپس میں قتل عام صریح کفریہ عمل ہے جسے ارتداد سے لفظی مماثلت دی گئی ہے۔ ہمارے معاشرے میں قتل کا رواج صرف گولی کی شکل میں نہیں ہے بلکہ دہشت گردوں کی کاروائیوں کبھی بم بلاسٹ کی صورت میں بے گناہوں کی لاشوں کو جلانے کا سبب بنتی ہیں جو کہ مومنین کے لیے اذیت کا باعث ہیں۔

سورۃ بروج میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ[54]

''بے شک جنھوں نے ایذا دی مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی، تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

---

[51] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، **جامع ترمذی**، (ریاض: دارالسلام)، حدیث نمبر: ۱۳۹۵

[52] نسائی، محمد بن شعیب، امام، **سنن نسائی**، (ریاض: دارالسلام)، حدیث نمبر: ۳۹۸۸

[53] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، **الصحیح البخاری**، (ریاض: دارالسلام، حدیث نمبر: ٦٦٦٨

[54] البروج: ۱۰

اس آیت میں مفسرین نے فتنے میں مبتلا کرنے سے آگ میں جلانا بھی مراد لیا ہے۔اس معنی کی رو سے خود کش حملوں، بم دھماکوں اور بارود سے عامۃ الناس کو خاکستر کر دینے والے فتنہ پرور لوگ عذاب جہنم کے مستحق ہیں۔

امام رازی، ابن عباس اور مقاتل کے اقوال میں لکھتے ہیں:

قال ابن عباس و مقاتل: (فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْن) حرقوهم بالنار۔[55]

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ کا مطلب مومنین کو آگ سے جلا ڈالنا ہے۔

اسی طرح امام سیوطی نے حضرت قتادہؓ کی روایت کا ذکر کیا ہے:

واخرج عبند بن حميد و ابن منذر عن قتادةرضي الله عنه (إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْق) قال: حرقو[56]

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کا معنی آگ سے جلا کر ہلاک کر دینا ہے۔ مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھنے اور انہیں جلانے والے نصِ قرآنی کے تحت نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں بلکہ عذاب حریق کے مستحق بھی ٹھہرتے ہیں۔

نہ صرف مومن بلکہ بحیثیت انسان (غیر مسلم) کے قتل کی ممانعت:

اسلام نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ بلا تفریق مذہب اور رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔اسلام میں کسی انسان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن میں فرمایا ہے:

من قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِيْ الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً۔[57]

"جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا ہے اس کا تعلق کسی امیر یا غریب، کالے یا گورے اور مسلم و غیر مسلم کے فرق کے ساتھ تعین نہیں کیا بلکہ قرآن کا یہ مدعا عام ہے کہ انسان کو بلا وجہ قتل

---

[55] رازی، فخر الدین، امام، **تفسیر کبیر**، (بیروت: مطبوعۃ دار الفکر، ۱۳۹۸ھ)، ۳۱: ۱۱۱

[56] سیوطی، جلال الدین، امام، **الدر المنثور**، (ایران: مطبوعۃ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی)، ۸: ۴۲۲

[57] المائدۃ: ۳۲

کرنا نہ صرف سخت منع ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھرایا ہے۔ اسلام قومی اور بین الاقوامی معاملات میں امن وسلامتی اور رواداری کا درس دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق بدترین دشمن بھی اگر قوم کا سفارت کار بن کر آتا ہے تو اس کا قتل حرام ہے۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر غیر مسلم سفارت کاروں سے نہ صرف حسن سلوک سے بات کی ہے بلکہ ان کے جان و مال کی بھی حفاظت فرمائی ہے اور عموماً صحابہ کرامؓ کو بھییہی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مسلیمہ کذاب جس نے آپ ﷺ کے دور میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن اس کی اور اس کے ساتھ آنے والوں کی جان کی حفاظت کی اور ان سے حسن سلوک سے پیش آئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

انی کنت عند رسول الله ﷺ جالسا اذا دخل هذا(عبد الله بن نواحة) ورجل واحد ين من عند مسليمة: فقال لهما رسول الله ﷺ :اتشهد انى رسول الله ﷺ؟ فقال لا:نشهد ان مسلميه رسول الله ، فقال: امنت بالله و رسله، لو كنت قاتلا وافدا تقلتكما۔[58]

''میں حضور ﷺ کے پاس موجود تھا جب یہ شخص (عبداللہ بن نواحۃ) اور ایک اور آدمی، مسلیمہ (کذاب) کی طرف سے سفارت کار بن کر آئے تو انہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں ؟انہوں نے کہا، نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسلیمہ اللہ کا رسول ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اگر میں سفارت کاروں کو قتل کرنے والا ہوتا تو تمہیں قتل کرا دیتا۔''

اس حدیث میں مسلیمہ کذاب کے پیروکار اعلانیہ کفر و ارتداد کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں لیکن نہ تو آپ ﷺ نے ان کو کوئی سزا دی اور نہ ہی آپ ﷺ نے ان کو قید کروایا بلکہ سفارت کاری(Diplomats)کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے انتہائی تحمل و برداشت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن ہمارے پاکستانی معاشرے میں سفارت کاروں کو کبھی غیر مسلم ہونے کی وجہ سے، کبھی کسی غدار ملک کے ایجنٹ ہونے کی شکل میں سرعام قتل کر دیا جاتا ہے اور قتل کرنے والے جہاد کے نام پر دین اسلام کے نام کو استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ بیان کردہ حدیث مبارکہ کا ارشاد اور آپ ﷺ کا عمل مبارک سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ غیر ملکی نمائندے اور سفارت کاروں کی جان و حفاظت سنت نبوی ﷺ ہے۔

---

[58] دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمان، امام، **سنن دارمی**، (ملتان: مطبوعۃ نشر السنۃ، حدیث نمبر: ۲۵۰۳

ڈاکٹر طاہر القادری اس بابت لکھتے ہیں:

اس حکم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ تمام عملہ جو کسی (Embassy) میں سفارت کاری پر تعینات ہو اسی حسن سلوک کا حقدار ہے اور اس کا قتل بھی از روئے حدیث حرام ہو گا۔ گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان کے شورش زدہ علاقوں میں غیر ملکی سفارت کاروں اور انجینئرز کے اغوااور قتل کے متعدد واقعات رونما ہو چکے ہیں جن کی ذمہ داری دہشت گرد قبول کرتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والے نبی اکرم اور ان کی تعلیمات سے صریحاً انحراف برتنے کے باوجود خود کو "مجاہدین اسلام" سمجھتے ہیں۔[59]

غیر مسلم سفارت کاروں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم مذہبی رہنماؤں کو بھی قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

کان رسول الله ﷺ اذا بعث جیوشه قال: لا تعذرو ولا تغلو ولا تمثلو ولا تقتلو الولدان ولا اصحاب الصوامع۔[60]

"نبی اکرم ﷺ جب اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو حکم فرماتے، غداری نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، نعشوں کی بے حرمتی نہ کرنا، بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرنا۔"

اسی لیے اسلام نے ناحق قتل کیے گئے غیر مسلم کا بھی قصاص لازم کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔[61]

"اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے۔اے عقل مندوں! کہ تم کہیں بچو۔"

اس آیت کی عمل شکل نبی اکرم ﷺ کے عمل سے ظاہر ہے کہ غیر مسلم کو ناحق قتل کیے جانے کے بعد اس کا قصاص بھی برابری پر ہو گا۔

حضرت عبد الرحمٰنؓ بیان کرتے ہیں:

ان رجلا من المسلمین قتل رجلا من اهل الکتاب، فرفع الی النبی ﷺ، فقال رسول الله ﷺ! انا احق من وفی بذمیته، ثم امر به القتل۔[62]

---

59 طاہر القادری، ڈاکٹر، **دہشت گردی اور فتنہ خوارج**، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز)، ۱۴۵

60 احمد بن حنبل، امام، **مسند احمد**، (بیروت: مطبوعۃ مکتب اسلامیہ)، حدیث نمبر: ۲۷۲۸

61 البقرۃ: ۱۷۹

ایک مسلمان نے اہل کتاب میں سے ایک آدمی کو قتل کیا وہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق ادا کرنے کا سب سے بڑا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بطور قصاص (مسلمان کو قتل کیے جانے کا) حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قول ہے:

دیۃ الیھودی والنصرانی والمجوسی مثل دیۃ الحر المسلم۔[63]

"(پرامن) یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔"

لہٰذا اسلامی ریاست میں غیر مسلم کے مال و جان کی حفاظت کا اہتمام اسی قدر کیا گیا ہے کتنا کہ مسلمانوں کے مال و جان کا۔ بغاوت اور دہشت گردی پر امن معاشرے کے لیے اس حد تک خطرناک ہے کہ چودہ سو سال میں اس بات پر امت میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔ دہشت گردوں کی سرکوبی کے بارے میں مالکہ فقہ کی معروف کتاب المدونۃ الکبریٰ میں امام مالک سے یوں روایت ہے۔

قال فی الاباضۃ، والحروریۃ، اھل الاھواء کلھم اری الیشتابوا قال تابو، والا قتلو۔[64]

"امام مالک نے (خارجیوں کے گروہ) اباضیہ، حروریہ اور اھل ھواء (گمراہ ٹولہ) کے بارے میں فرمایا کہ انہیں پہلے توبہ کرنے کی دعوت دی جائے اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔"

دہشت گردی اور خون ریزی کی شکلیں ہر دور میں بدلتی رہتی ہیں لیکن ان کی ذہنیت ایک ہی رہتی ہے۔ اس کی ابتداء خوارج سے ہوئے اور پوری تاریخ اسلام میں ان کا تسلسل جاری رہا۔ چنانچی تمام أمہ کرام نے فرداً فرداً دہشت گردی کے رجحان اور خارجیت زدہ فکر و عمل کے خلاف ہمیشہ فتاوے جاری کیے ہیں۔

امام شافعی دہشت گردوں کے متعلق اپنی کتاب الام میں کچھ یوں فرماتے ہیں:

ولو ان قوما کانو فی مصر او صحراء فسفکو الدھاء و اخذو والاموال، کان کلمھم کحکم قطاع الطریق وسواء المکا برۃ فی المصر او الصحراء ولو افترا قا کانت المقابرۃ فی المصر اعظمھما۔۔۔۔۔۔فاذا دعی اھل البغی فامتنعو من الاجابۃ، فقاتلو۔[65]

---

62 بیہقی، احمد بن حسین، امام، **السنن الکبریٰ**، (ملتان: مکتبہ نشر السنۃ)، حدیث نمبر: ۱۵۶۹۶

63 ابن ابی شیبہ، ابو بکر، امام، مصنف ابن ابی شیبہ، (کراچی: مطبوعۃ ادارۃ القرآن)، حدیث نمبر: ۲۷۴۴۸

64 امام، سحنون بن سعید، **المدونۃ الکبریٰ**، (بیروت: مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی)، ۳: ۹۳

65 شافعی، محمد بن ادریس، امام، الام، (بیروت: مطبوعہ دار الفکر)، ۴: ۲۱۸

اگر کوئی شر پسند گروہ کسی شہر میں یا کسی صحرا و بیاباں میں خون ریز کاروائی کرے اور لوگوں سے مال و اسباب چھین لے تو ان کا حکم راہزانوں کی طرح ہے اور لوٹ کھسوٹ اور حق تلفی شہری آبادی میں ہو یا جنگل و بیاباں میں، سنگینی کے لحاظ سے برابر ہے۔ اگر انہیں جدا جدا بھی دیکھا جائے تو شہری آبادیوں میں لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری زیادہ بھیانک ہے۔ جب باغی دہشت گردوں کو راہ راست پر پلٹنے کی دعوت دی جائے اور وہ اسے قبول کرنے سے گریزاں ہوں تو ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔

فقہ حنفی کے امام سرخسی نے باغی گروہوں کی سرکوبی کو نہ صرف جائز بلکہ فرض قرار دیا ہے۔

محینئذیجب علی من یقوی علی القتال ان یقاتل مع امام المسلمین الخارجین [66]

یقولہ تعالیٰ(فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي [67]

پس اس وقت ہر شخص پر جو جنگ میں شرکت کرنے کی طاقت اور قوت رکھتا ہو واجب ہو گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق (پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے اور سرکشی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے) باغیوں کے خلاف مسلم حکومت کی مدد کرے۔

قرآن و سنت ائمہ احادیث و فقہ کی تصریحات اور تشریحات کی روشنی میں حقیقت واضح ہے کہ وہ لوگ جو ریاست کی اتھارٹی اور نظم و نسق سے انکار کریں، کھلے عام اسلحہ لہرا کر اعلان کریں، بہر صورت ایسے تمام لوگ باغی اور دہشت گرد ہیں اور حکومت وقت اس وقت تک ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے رکھیں جب تک وہ اپنا دہشت گردانہ رویہ مکمل طور پر ختم کر کے پر امن شہر بن جائیں یا اپنے جائز مطالبات پر امن، جمہوری اور قانونی طریقے سے پورے کروانے کے حامی ہو جائیں۔

پاکستانی معاشرہ اور دہشت گردی، اس کا تدارک کی کاوشیں:

پاکستان کی علیحدگی کے ساتھ ہی کئی ایسے مسائل اس ملک اور عوام کی جھولی میں آ پڑے جن سے جان چھڑانا ہی علیدگی کا سبب تھا۔ بد قسمتی سے ہمارے حکمران ہر وقت کوئی نہ کوئی ایسا کھیل کھلنے میں مصروف رہتے ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف یہ سلطنت بلکہ اس میں رہنے والے باسی بھی ان مسائل کا شکار رہتے ہیں۔ اسی میں سے آج کل اکیسویں صدی کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے۔ جس کو نہ صرف پاکستانی عوام بلکہ پوری دنیا بھگت رہی

---

[66] الحجرات:۹

[67] سرخسی، محمد بن احمد، امام، **المبسوط**، (بیروت: مطبوعۃ دار لمعرفہ، ۱۳۹۸ھ)، ۱۰: ۱۲۴

ہے۔ پاکستانی معاشرہ کبھی روس اور افغانستان کی جنگ کے اثرات بھگتتا ہے تو کبھی نائن الیون جیسے معاملات رونما ہونے کے بعد پوری دنیا کی نظریں دہشت گردی کے پہلو میں اس طرف اٹھتی ہیں۔ پاکستان میں نائن الیون کے بعد جو دہشد گردی کی لہر آئی ہے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً ۶۰،۰۷ ہزار بے گناہ افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں (جن کی تعداد میں اضافہ بھی جاری ہے) لیکن پہلے تمام معاملات جیسے تیسے قبول کیے جا رہے تھے لیکن ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء پاکستانی تاریخ کا انتہائی تاریک دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس دن ۱۳۴ ایسے بچے شہید ہوئے جن کو دہشت گردوں نے سکول میں گھس کر سفاکانہ قتل کیا۔ جس نے ہر پاکستانی بلکہ دنیا کے ہر دردِ دل کو خون کے آنسو رلا دیے۔ اس واقعے کے بعد فوری طور پر جو اقدامات کیے گئے وہ اکیسویں آئینی ترمیم ہے۔ جس کو پہلے قومی اسمبلی اور بعد میں سینٹ میں پیش کیا گیا۔ بعض سیاسی جماعتوں نے اس کی مخالفت بھی کی لیکن پارلیمنٹ کی اکثریت نے اس بل کو منظور کرتے ہوئے آرمی ایکٹ ۱۹۵۲ میں تبدیلی کرتے ہوئے فوجی عدالتوں کے قیام کی منظوری دے دی۔ چنانچہ ۶ جنوری ۲۰۱۵ دستور کے آرٹیکل ۱۷۵ میں تبدیلی کرتے ہوئے اسے ایکٹ ۲۰۱۵ء کا نام دیا گیا ہے جس کے نکات حسب ذیل ہیں:

Whereas extraordinary situation and circumstances exist which demand special measures for speedy trial of certain offences relating to terrorism, waging us war or insurrection against Pakistan the terrorist group, armed group, wings and militias or their members using the name of Religion or a sect; their exists grave and unprecedented threat to the integrity of Pakistan and objectives set out in the preamble to the constitution by the frames sets of the constitution , from the terrorist groups by raising of arms and insurgency using the name of Religion or sect or from the foreign and local funded anti-state elements; It is expedient any terrorists fighting while using the name of religion or a sect , captured or to be captured in combat with the Armed forces or otherwise are tried by the courts established under the Acts mentioned here in section 2 herein after[68]

اس ترمیمی آئینی بل کے ذریعے پاکستان آرمی ایکٹ مجریہ ۱۹۵۲ء، ایئر فورس ایکٹ مجریہ ۱۹۵۷ء، نیوی ایکٹ مجریہ ۲۰۱۴ء میں کی گئی ترامیم کو کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے۔ فوجی عدالتوں کے قوانین کو آئینی تحفظ دینے کے لیے آرٹیکل ۱۷۵ا، جس میں عدالتوں کی تشکیل اور اختیارات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آرمی ایکٹ کی کلاز ڈی میں ترمیم کی بدولت اب کسی بھی ایسے شخص جو کسی دہشت گرد گروپ یا تنظیم کے ساتھ تعلق رکھتا ہو یا جس

[68] See more detail in: National Assembly Diary, Twenty First Amendment act, 2015.

کے مذہب اور فرقہ کے نام پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہو اس کے خلاف اس بل کے مطابق کاروائی کی جا سکتی ہے۔ پاکستان کے خلاف جنگ کرنے والوں، فوج، فوجی تنصیبات پر حملہ کرنیوالوں، اداروں پر حملہ، اغواء برائے تاوان، دہشت گردی اور اس جیسی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث افراد کی مالی معاونت کرنے والوں، مذہب اور فرقہ کے نام پر ہتھیار اٹھانے والوں، دہشت گرد گروپ یا تنظیم کے اراکین، دھماکہ خیز مواد بنانے، رکھنے اور منتقل کرنے والے، دہشت اور عدم تحفظ کا ماحول پیدا کرنے والے، بیرون ملک سے پاکستان کے اندر دہشت گردی کرنے والوں کے خلاف ان عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں گے۔ یہ ترامیم بل کے نفاذ کے دو سال تک موثر رہیں گی۔ آرمی ایکٹ میں مزید یہ کہا گیا کہ پاکستان میں غیر معمولی معاملات ہیں جن میں دہشت گردی، جنگ کرنے، بغاوت کرنے سے متعلق جرائم کی فوری سماعت، مسلح گروپوں، جتھوں کی جانب سے مذہب یا فرقہ کے نام پر پاکستان کی سلامتی کو خطرات سے دوچار کرنے کی روک تھام کے لیے خصوصی اقدامات کی ضرورت ہے۔ آرمی ایکٹ کی ترمیم میں کہا گیا ہے کہ ایسے دہشت گردوں کے خلاف ان عدالتوں میں کاروائی کی جائے گی۔ تاہم کسی شخص پر وفاقی حکومت کی اجازت کے بغیر مقدمہ نہیں چلایا جائے گا جب کہ کسی بھی عدالت سے مقدمہ فوجی عدالتوں میں منتقل کیا جا سکے گا۔[69]

مزید ملک میں دہشت گردی کے تدارک کے لیے حکومت پاکستان، افواج پاکستان اور حساساتی اداروں کو سیکیورٹی اور دیگر مزید کچھ پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک کے حالات کی بناء پر دہشت گردی کے انسداد کے لیے کچھ تجاویز درج ذیل ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر پاکستانی معاشرے کو دہشت گردی کے ناسور سے کافی حد تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

ا۔ افراد کے ڈیٹا کی کمپیوٹرائز اندراج:

کسی بھی محلّہ، شہر، گاؤں یا ٹاؤن کمیٹی کے تمام رہائشیوں کا بائیوڈیٹا تیار کیا جانا چاہیے۔ ان کے زیر استعمال گاڑیاں، موٹر سائیکل کی مکمل معلومات جمع ہونی چاہییں۔ لوگوں کے گھروں میں خطوط بھیجے جائیں تاکہ مقامی رہائش پذیر لوگ رضاکارانہ طور پر نہ صرف اپنے زیر استعمال کو اپ ڈیٹ کروائیں بلکہ مختلف گھروں میں کرائے پر رہنے والے لوگوں کو باقاعدہ ٹاؤن کمیٹی میں پاک نیشنل گارڈز کے متعلقہ دفاتر میں مکمل اندراج کراوائیں۔

---

69 روزنامہ نوائے وقت، ۷ جنوری، ۲۰۱۵، رمیزہ، مجید نظامی، ۸

ٹرانسپورٹ میں آلات کی نصبی:

ملک بھر میں پبلک ٹرانسپورٹ میں بارودی مواد یا غیر قانونی اسلحہ کی شناخت کے لیے ایسے آلات نصب کیے جائیں جو مشکوک افراد کی شناخت میں بطور ڈی ٹیکٹر (Detector) کے طور پر استعمال ہو سکیں اور ان کو ٹرانسپورٹ کے داخلی دروازوں پر نصب کیا جانا چاہیے اور ان آلہ جات کو سرکاری بو پر باقاعدہ گاڑیوں کی رجسٹریشن کے ساتھ قانونی طور پا لازم قرار دیا جائے۔

سی سی ٹی وی کیمروں اور آلات کی قانون سازی:

مارکیٹوں میں یا بڑے بڑے مال پلازوں میں سی سی ٹی وی کیمروں اور آلات کو باقاعدہ قانون سازی کے تحت لازم قرار دیا جائے بلکہ سیکیورٹی اہلکاران کی تعیناتی بھی قانونی طور پر لازم قرار دی جائے۔

کانفرنسز کا انعقاد:

ملک بھر میں شہریوں کو مختلف کانفرنسز اور ورکشاپس کا انعقاد کر کے بیدار کیا جا سکتا ہے تاکہ انسداد دہشت گردی کی اس ملک گیر مہم کا حصہ بن کر اپنے شہری حقوق کا عملی مظاہرہ کریں۔

عوامی ٹرانسپورٹ کے مالکان اور ڈرائیور کی گارڈز ٹریننگ:

عوامی ٹرانسپورٹ کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں کا ڈیٹا اکٹھا کیا جائے اور اسکے مالکان اور ڈرائیورز کو باقاعدہ نیشنل گارڈز کی تربیت دی جائے۔

پاکستان بچاؤ پرائزز ادارے کی بنیاد:

پاکستان بچاؤ پرائزز سے ایک ایسے ادارے کو قائم کیا جائے جو دہشت گردی کے خلاف بغاوت کرنے والے افراد کو عزت کے طور پر انعام دے اور اس کی آمدنی کے لیے ہر شہری کے لیے لازم قرار دیا جائے کہ وہ ایک روپیہ عطیہ کے طور پر جمع کروائیں جس کی بناء پر ایک دن میں بیس کروڑ جمع ہو سکتا ہے۔

فضائی کمپنیوں کے عملہ کو خصوصی تربیت:

ملک کی فضائی کمپنیوں کے عملہ کو دہشت گرد مسافروں کی شناخت کی خصوڈی تربیت دی جائے جو کہ بلا امتیاز فضائی اور گراؤنڈ عملہ کے لیے ضروری قرار دی جائے۔

سمندری راستوں کی حفاظت:

ملک میں سمندری راستوں سے داخلی مقامات اور خارجی مقامات کی سیکیورٹی سخت کر دی جائے۔ اسی طرح پاک افغان، چین اور ایران کی سرحدوں پر افرادی قوت کے ساتھ ساتھ سرحدی علاقوں میں تشکیل دی گئی نیشنل فورس زیادہ سے زیادہ تیار کی جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی معاونت بھرپور جذبے سے انجام دیں پائیں۔

پرنٹ اور الیکٹرونکس میڈیا کی ذمہ داری:

پاکستان بھر کے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کو اس ملک گیر مہم میں باقاعدہ قانون سازی کر کے پابند کیا جائے کہ وہ ملک میں حالات حاضرہ کی بناء پر دہشت گردی کی معلومات اور حالات سے شہریوں میں رضاکارانہ جذبات کو پیدا کرے۔ لوگوں میں مہم آگاہی کا شعور پیدا کرنے کے لیے پروگرامز کا انعقاد کرے۔

سفارت خانوں پر خصوصی نظر:

پاکستان میں موجود تمام سفارت خانوں کے سفارتی عملہ کی حرکات وسکنات پر مکمل نظر رکھی جائے کیونکہ سفارت کاری بھی دہشت گردی کے عوامل میں سے ایک اہم عنصر ہے اس پر بھی سیکیورٹی سخت کر کے دہشت گردی کے معاملہ میں مدد مل سکتی ہے۔

جدید سائنسی آلات میں اضافہ:

ملک میں جدید سائنسی آلات نہ صرف متعارف کروائے جائیں بلکہ سکولوں اور کالجوں میں بچوں اور بچیوں کو ان کے چلانے کے طریقے سے آشنا کیا جائے تاکہ ضرورت کے وقت ان کو استعمال میں لایا جاسکے اور حکومت وقت کو چاہیے کہ ایسے آلات جو ملک کے پاس نہیں ہیں اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے معاون ثابت ہو سکتے ہیں ض ان کا اتحادی ممالک سے حصول ممکن بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

برقعہ خواتین کے لیے خواتین پولیس کی تعیناتی:

اسلامی ملک میں عام طور پر خواتین میں برقعہ استعمال کرنے کا رجحان بڑھ جاتا ہے اور کئی دہشت گرد اس اسلامی شعار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو لباس کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ خواتین پولیس آفیسرز ایسے پبلک مقامات پر تعینات کی جائیں تاکہ شک کی بنیاد پر جامع تلاشی لینا ممکن ہوسکے اور قریبی ٹاؤن یا علاقے میں موبائل ٹیمیں موجود رہنی چاہییں تاکہ وقت ضرورت ہنگامی امداد حاصل کی جاسکے۔

سیکیورٹی، سی سی ٹی وی اور شناختی آلات کا انتظام:

سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں پیدل سیکیورٹی کے علاوہ سی سی ٹی وی کیمرے اور دیگر شناختی آلات کا اہتمام کیا جانا چاہیے، تعلیمی اداروں اور ملحقہ ہاسٹلز میں لازمی قانون کے طور پر متعارف کروا کر نئی نسل کو بے گناہ موت مرنے سے بچایا جاسکتا ہے۔

قومی شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے قوانین میں سختی:

ملک کے اہم سرکاری اور اداروں، پاسپورٹ آفس اور قومی شناختی کارڈ اور گاڑیوں کی رجسٹریشن کے قوانین کو اخت سے سخت بنایا جائے تاکہ جعلی دستاویز کا حصول حتی الامکان ناممکن ہوسکے۔

غیر ملکی افراد کی چیکنگ:

ملک میں آنے والے غیر ملکی افراد جو کہ فضائی یا زمینی راستوں سے ملک میں داخل ہوتے ہیں ان کی چیکنگ اور دستاویزات انتہائی سخت مراحل کے بعد قبول کی جائیں۔

خلاصہ بحث:

دہشت گردی کے تدارک اور معاشرتی امن کے لیے اسلامی تعلیمات انتہائی واضح اور جامع حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام جس قدر امن کی بات کرتا ہے، شاید ہی کوئی اور مذہب اس کا اس قدر علمبر دار ہو۔ دین اسلام ہمیشہ بھائی چارہ، محبت، الفت اور امن و امان کی فضاء قائم کرنے کی ترغیب دیتا ہے جب کہ برائی، نفرت، بغض و عداوات اور انتشار پھیلانے والے عناصر کی سختی سے تردید کرتا ہے۔ جب اسلام غالب تھا اور اسلام کے ماننے والوں کی حکلومت تھی تو امن بے مثال تھا اور اس کی عملی شکل ہمیں دور مصطفےٰ ﷺ میں بخوبی نظر آتی ہے کہ ادھر فتح مکہ ہوا تو بجائے بدلہ لینے کے عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ لیکن اس کے برعکس آج کی دنیا غیر محفوظ ہے۔ ہر طرف ظلم و بربریت، لاشوں کے ڈھیر، جدید ٹیکنالوجی کا بے دریغ غلط استعمال نظر آتا ہے۔ تکریم انسانیت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ پوری دنیا میں مسلمان ہی دہشت گردانہ اعمال کی لپیٹ میں ہیں اور انہی کو ہی دہشت گرد کا لیبل لگایا جا رہا ہے۔ آج اس دور میں اگر دنیا میں امن لانا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسی سوچ، نظریہ اور فکر انسانیت و تکریم انسانیت کے پہلوؤں پر عمل درآمد کرنا ہو گا جو صرف اور صرف دین اسلام کی سنہری تعلیمات کا خاصہ ہیں۔ غیر مسلم قومیں پوری دنیا میں جس قدر بے حس ہو کر تشدد پسندانہ، غاصبانہ اور انتہا پسندانہ طرز عمل اپنائے ہوئے ہیں ان کی کہ پالیسیاں دنیا کے مختلف طرز عمل رکھنے والے لوگوں اور مختلف مذاہب کے پیروی کرنے والوں کو آپس میں دست و گریباں کروانے کا سبب بن رہی ہیں جو کہ انسانیت کو آہستہ آہستہ خون کی ندیاں بہانے کی طرف دھکیلتی چلی جا رہی ہیں۔ دین اسلام انسانی جان کی حرمت، غیر مسلم کی جان کا تحفظ، انسداد فتنہ و فساد کی جامع حکمت عملی، معاشرے سے ظلم و ناانصافی کا سد باب کرنے کا علمبر دار ہے۔ برائی کو روکنا، اچھائی اور نیکی کی دعوت و تبلیغ اس دین کے نمایاں پہلو ہیں۔ دہشت گردی یا ایسی کوئی بھی اصطلاح جس کا تعلق معاشرتی بگاڑ یا استحکام معاشرہ میں دارااڑ کا سبب بنے اس دین کا اس سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں ہے۔ یہ دین امن، محبت، اتحاد، یگانگت اور بھائے چارے کا درس دیتا ہے۔